بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

از افادات: متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

## مذہب اہل السنت والجماعت احناف:

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔(الھدایہ ج1 ص 100،101)

## مذہب غیر مقلدین:

نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔(نماز نبوی للالبانی ص77،بارہ مسائل از عبدالرحمٰن خلیق ص52)

اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے نماز نہیں ہوتی۔(قول حق از مولوی محمد حنیف فرید کوٹی ص21 بحوالہ مجموعہ رسائل ج1 ص325 )

## فائدہ:

اہل السنت والجماعت احناف کے ہاں ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر، انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑتے ہوئے تین انگلیاں کلائی پر بچھا کر ناف کے نیچے رکھتے ہیں۔امام محمد بن حسن الشیبانی فرماتے ہیں:

**و یضع بطن کفه الایمن علی رسغه الایسر تحت السرۃ فیکون الرسغ فی وسط الکف.** [کتاب الآثار بروایۃ محمد: ج1 ص321]

ترجمہ: نمازی اپنی دائیں ہتھیلی کا اندرونی حصہ اپنی بائیں کلائی کے اوپر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے، اس طرح گٹہ ہتھیلی کے درمیان میں ہو جائے گا۔

علامہ عینی فرماتے ہیں:

**واستحسن کثیر من مشایخنا......بأن یضع باطن کفه الیمنی علی کفه الیسری ویحلق بالخنصر والإبهام علی الرسغ.**

[عمدۃ القاری: ج4 ص389 باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلاۃ]

ترجمہ: ہمارے اکثر مشائخ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ نمازی اپنی دائیں ہتھیلی کا اندرونی حصہ اپنی بائیں ہتھیلی (کی پشت) پر رکھے اور چھنگلیا اور انگوٹھے کے ساتھ گٹے پر حلقہ بنالے۔

یہ موقف ان دلائل سے ثابت ہے:

**1: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنه قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ.**

( صحیح البخاری ج1 ص102 باب وضع الیمنی علی الیسریٰ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں بازو پر رکھے۔

**2: عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی الله عنه قَالَ: لَاَ نْظُرَنَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم كَيْفَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا اُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ.**

( صحیح ابن حبان: ص577 رقم الحدیث 1860، سنن النسائی: ج1 ص141، سنن ابی داؤد ج1 ص105 باب تفریع استفتاح الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (نے ارادہ کیا کہ) دیکھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کے برابر اٹھائے، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ہتھیلی (کی پشت)، گٹے اور بازو پر رکھا۔

**3: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ اِنَّا مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا وَاَنْ**

نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِيْ صَلٰوتِنَا. (صحیح ابن حبان ص555.554 ذکر الاخبار عما یستحب للمرء، رقم الحدیث 1770)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم سحری تاخیر سے کریں، افطار جلدی کریں اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں سے اپنے بائیں ہاتھوں کو پکڑے رکھیں۔

4: عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج3 ص322، 321، وضع الیمین علی الشمال، رقم الحدیث 3959)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔

# دلائل اہل السنت والجماعت

## قرآن مع التفسیر:

رَوَی الْإِمَامُ اَبُوْبَکْرٍ الْاَثْرَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الطَّیَالِسِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ عَاصِمٍ الْجَحْدَرِیِّ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ صَبْہَانَ سَمِعَ عَلِیًّا یَقُوْلُ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} قَالَ وَضْعُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی تَحْتَ السُّرَّۃِ.

(سنن الاثرم بحوالہ التمہید لابن عبد البر: ج8 ص164 تحت العنوان: عبد الکریم بن ابی المخارق)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

## توثیقِ رواۃ:

1: امام ابو بکر الاثرم احمد بن محمد بن ہانی (م273ھ): ثقۃ، حافظ، لہ تصانیف. (تقریب التہذیب ص122 رقم الترجمہ 103)

2: امام ابو الولید ہشام بن عبد الملک الطیالسی (م227ھ): آپ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ "ثقۃ، ثبت" (التقریب: ص603، رقم الترجمہ 7301)

3: حماد بن سلمہ (م167ھ): صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ "شیخ الاسلام الحافظ صاحب السنۃ" (تذکرۃ الحفاظ ج1 ص151)

4: امام عاصم الجحدری (م129ھ): ثقۃ. (الجرح والتعدیل للرازی ج6 ص456، رقم الترجمہ 11176)

5: امام عقبہ بن صبہان (م75ھ او82ھ): آپ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ "ثقۃ". (تقریب التہذیب ص425 رقم 4640)

6: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: صحابی رسول و داماد رسول ہیں۔

7: امام ابن عبد البر المالکی (م463ھ) آپ مشہور مالکی امام ہیں۔ "شیخ الاسلام حافظ المغرب" (تذکرۃ الحفاظ ج3 ص217)

تو یہ روایت "ثقۃ عن ثقۃ" سے مروی ہے۔ لہذا اصول حدیث کی رو سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

## اعتراض:

امام ابن عبد البر کی ولادت تقریباً سن 370 ہجری میں ہے اور امام ابو بکر الاثرم کی وفات سن 273 ہجری میں ہے، دونوں کے درمیان تقریباً 100 سال کا فاصلہ ہے تو یہ روایت منقطع ہوئی۔

## جواب:

اولاً...... امام ابن عبد البر نے یہ روایت امام ابو بکر الاثرم کی کتاب سے نقل کی ہے اس کے لئے اتصال ضروری نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آج کوئی شخص صحیح البخاری سے دیکھ کر روایت ذکر کرے۔

ثانیاً...... امام ابن عبد البر نے اپنی کتاب "التمہید" میں کئی مقامات پر امام ابو بکر الاثرم تک سند کو ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں:

اخبرنی عبد الله ابن محمد یحیی قال حدثنا عبد الحمید ابن احمد البغدادی قال حدثنا الخضر بن داؤد قال حدثنا ابو بکر الاثرم الخ (التمہید لابن عبد البر: ج1 ص78 تحت باب الف فی اسماء شیوخ مالک الذین روی عنہم حدیث النبی علیہ السلام-ابراہیم بن عقبۃ)

تو امام ابن عبد البر سے لے کر امام ابو بکر الاثرم تک سند کا اتصال بھی موجود ہے۔ لہذا یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

## احادیث مرفوعہ:

### حدیث نمبر 1:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. (مصنف ابن ابی شیبۃ ج3 ص321، 322، وضع الیمین علی الشمال، رقم الحدیث 3959)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔

### اعتراض:

اس روایت میں "تحت السرۃ" کا لفظ مدرج ہے، احناف نے خود یہ لفظ بڑھایا ہے ابن ابی شیبہ کے کئی نسخوں میں یہ لفظ نہیں۔

### جواب:

تحت السرہ کا لفظ کئی نسخوں میں موجود ہے۔

1: نسخہ امام قاسم بن قطلوبغا الحنفی (درہم الصرہ ص82)

2: نسخہ شیخ محمد اکرم نصرپوری (درہم الصرہ ص82)

3: نسخہ شیخ عبد القادر مفتی مکہ مکرمہ (درہم الصرہ ص82)

4: نسخہ شیخ عابد سندھی: اس کا عکس مصنف ابن ابی شیبہ بتحقیق عوامہ ج3 میں موجود ہے۔

5: نسخہ قبہ محمودیہ (درالغرۃ ص24 بحوالہ تجلیات ج4 ص4)

6: امام محمد ہاشم سندھی فرماتے ہیں:

منها لفظة "تحت السرة" وقد وجدت هي في ثلاث نسخ من مصنف ابي بكر بن ابي شيبة (ترصیع الدرۃ ص4 و مصنف ابن ابی شیبہ بتحقیق عوامہ)

ترجمہ: ان میں ایک لفظ "تحت السرۃ" ہے، میں نے خود یہ لفظ مصنف ابن ابی شیبہ کے تین نسخوں میں پایا ہے۔

7: نسخہ مصنف ابن ابی شیبہ بتحقیق شیخ محمد عوامہ (دیکھیے مصنف ابن ابی شیبۃ: ج3 ص320 تا 322. طبع مدینہ منورہ)

8: نسخہ شیخ محمد مرتضیٰ الزبیدی: اس کا عکس ملاحظہ ہو مصنف ابن ابی شیبہ بتحقیق عوامہ ج3

9: نسخہ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ فیصل آباد: (ج1 ص427 رقم 6 باب وضع الیمین علی الشمال)

لہذا "تحت السرۃ" کا لفظ مدرج نہیں بلکہ ابن ابی شیبہ کے اکثر نسخوں میں موجود ہے۔

### حدیث نمبر 2:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ ثَلَاثٌ مِّنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ- صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ- تَعْجِيْلُ الْإِفْطَارِ وَ تَاخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ. (مسند زید بن علی ص: ص219 باب الافطار. رقم الحدیث 300)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں انبیاء علیہ السلام کے اخلاق میں سے ہیں: (۱) روزہ جلدی افطار کرنا، (۲) سحری دیر سے کرنا اور (۳) نماز میں (دائیں) ہتھیلی کو (بائیں) ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا۔

## اعتراض:

1: "مسند زید" اہل سنت کی کتاب نہیں، بلکہ شیعوں کی کتاب ہے.

2: "مسند زید" کا بنیادی راوی ابو خالد عمرو بن خالد الواسطی مجروح راوی ہے۔

## جواب:

ہر شق کا جواب پیش خدمت ہے:

## جواب شق اول:

اولاً...... "مسند زید" (المعروف المجموع الفقہی) شیعوں کی نہیں بلکہ سنیوں کی کتاب ہے۔ اس پر چند قرائن پیش ہیں:

[۱]: اس میں وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھونے کا ذکر ہے۔ (ص53) جبکہ شیعہ پاؤں کو دھونے کے بجائے پاؤں پر مسح کرتے ہیں۔

[۲]: اس میں شروع نماز کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے۔ (ص88) جبکہ شیعہ نماز کے اندر اور سلام کے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔

[۳]: اس میں تراویح کا ذکر ہے۔ (ص158) جبکہ شیعہ اس کے سرے سے منکر ہیں۔

[۴]: اس میں سحری تاخیر سے کھانے اور افطاری جلدی کرنے کا ذکر ہے۔ (ص211) جبکہ شیعہ کا عمل اس کے برعکس ہے۔

[۵]: اس میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت موجود ہے۔ (ص211) جبکہ شیعہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔

اور بھی بہت سے حوالہ جات جمع کیے جاسکتے ہیں۔ ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یہ اہل السنت کی کتاب ہے۔

ثانیاً...... اس کتاب کی اکثر احادیث کی تائید دیگر کتب اہل السنت سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً

(۱) حدیث نمبر 1 کی تائید.... از مؤطا امام مالک حدیث نمبر 32، صحیح بخاری حدیث نمبر 158، 162، 183، صحیح مسلم حدیث نمبر 236

(۲) حدیث نمبر 67 کی تائید... از صحیح مسلم حدیث نمبر 1389، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 725، مسند احمد حدیث نمبر 13815

(۳) حدیث نمبر 68 کی تائید... از مؤطا امام مالک حدیث نمبر 1، صحیح البخاری حدیث نمبر 499، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 394

(۴) حدیث نمبر 70 کی تائید... از صحیح مسلم حدیث نمبر 648، سنن النسائی حدیث نمبر 859، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 1257

(۵) حدیث نمبر 78 کی تائید... از سنن الترمذی حدیث نمبر 3، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 61، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 275

(۶) حدیث نمبر 85 کی تائید... از جامع الترمذی حدیث نمبر 312، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 824، سنن النسائی حدیث نمبر 919

(۷) حدیث نمبر 102 کی تائید... از مؤطا امام مالک حدیث نمبر 149، صحیح البخاری حدیث نمبر 590، صحیح مسلم حدیث نمبر

(۸) حدیث نمبر 104 کی تائید... از صحیح مسلم حدیث نمبر 673، سنن الترمذی حدیث نمبر 235، سنن النسائی حدیث نمبر 783

(۹) حدیث نمبر 106 کی تائید... از مسند احمد حدیث نمبر 18641، مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر 3526

(۱۰) حدیث نمبر 108 کی تائید... از سنن الترمذی حدیث نمبر 230، صحیح ابن حبان حدیث نمبر 2200، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر 377

اس کے علاوہ بے شمار تائیدات موجود ہیں۔ یہ بھی اس بات کی قوی دلیل ہیں کہ یہ سنیوں کی کتاب ہے۔ غیر مقلدین کا اس کو شیعوں کی کتاب کہہ کر انکار کرنا غلط ہے۔

## جواب شق دوم:

اولاً... مقدمہ کتاب میں شائع کنندہ شیخ عبد الواسع بن یحیٰ الواسعی نے ابو خالد الواسطی کے حالات ذکر کیے اور ان پر کی گئی جروح کا جواب دیا ہے۔ (دیکھیے مقدمہ کتاب از ص 11 تا ص15)

یہی وجہ ہے کہ مصر کے مفتی اعظم اور اپنے دور کے بڑے عالم شیخ محمد بخیت مطیعی نے اس کتاب کی سند کو صحیح قرار دیا۔ فرماتے ہیں:

بالسند الصحیح الی الامام الشهید زید بن علی الخ. (مقدمہ کتاب مسند زید: ص36)

ثانیاً... محدثین کا قاعدہ ہے کہ جس کتاب کی نسبت اپنے مصنف کی طرف مشہور ہو[کہ یہ کتاب فلاں مصنف کی ہے]تو مصنف سے لے کر ہم تک اس کی سند دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ شہرت اس سند کے دیکھنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لان الكتاب المشهور الغني بشهرته عن اعتبار الاسناد منا الى مصنفه(النکت لابن حجر ص56)

اور یہ قاعدہ ان محدثین و محققین کے ہاں پایا جاتا ہے؛ امام سخاوی (فتح المغیث ج1 ص44)، امام ابن حجر (النکت ص56)، علامہ جزائری (توجیہ النظر ص378)، امام سیوطی (تدریب الراوی ج1 ص147)، امام کرمانی (شرح بخاری ج1 ص7)

اور مسند زید (المعروف المجموع الفقہی) کا امام زید بن علی کی کتاب ہونا واضح ہے۔ سر دست چند حوالہ جات چند محققین اور خود غیر مقلدین کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں جنہوں نے اس کتاب کو حضرت امام زید کی کتاب مانا ہے:

1: علامہ شوکانی... (نیل الاوطار للشوکانی: ج1 ص297، ج2 ص244)

2: عمر رضا کحالہ.... (معجم المؤلفین: ج4 ص190)

3: غلام احمد حریری غیر مقلد... (تاریخ تفسیر و مفسرین: ص550)

لہذا نیچے والی سند دیکھنے کی حاجت ہی نہیں۔ اس لیے اس اعتراض کو لے کر کتاب کا انکار کرنا غلط ہے۔

## حدیث نمبر3:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَيْدِي عَلَى الْأَيْدِي تَحْتَ السُّرَرِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج3 ص324، وضع الیمین علی الشمال، رقم الحدیث 3966)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (دائیں) ہاتھوں کو (بائیں) ہاتھوں پر ناف کے نیچے رکھنا نماز کی سنت ہے۔

فائدہ: صحابی جب "سنت" کا لفظ مطلق بولے تو مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوتی ہے۔ تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: قال ابن الصلاح: وهكذا قول الصحابي: (من السنة كذا) فالأصح أنه مسند مرفوع لأن الظاهر أنه لا يريد به إلا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. (مقدمۃ ابن الصلاح: ص28)

ترجمہ: علامہ ابن صلاح فرماتے ہیں: صحابی کے قول "من السنة كذا" کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد حدیث مسند مرفوع ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ صحابی "سنت" کا لفظ بول کر اس سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد لیتا ہے۔

2: قال الشافعي رضي الله عنه: واصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لا يقولون بالسنةِ والحقِّ الا لسُنةِ رسولِ لله صلى الله عليه وسلم. (کتاب الام ج1 ص479)

ترجمہ: امام شافعی فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ "سنت" اور "حق" کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے لیے ہی استعمال فرماتے تھے۔

3: وقال العینی: قول علی (ان من السنة) هذا اللفظ یدخل فی المرفوع عندهم وقال أبو عمر فی التَّقَصِّی واعلم أن الصحابی إذا أطلق اسم السنة فالمراد به سنة النبی صلی الله علیه وسلم. (عمدۃ القاری ج4 ص389)

ترجمہ: علامہ عینی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے "ان من السنة" والے الفاظ محدثین کے نزدیک حدیث مرفوع میں داخل ہیں۔ محدث ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب "التقصی لحدیث المؤطا و شیوخ الامام مالك" میں فرمایا کہ کوئی صحابی جب مطلقاً سنت کا لفظ استعمال فرمائے تو اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی مراد ہوتی ہے۔

4: قال جمال الدین الزیلعی: وَاعْلَمْ أَنَّ لَفْظَةَ السُّنَّةِ يَدْخُلُ فِي الْمَرْفُوعِ عِنْدَهُمْ (نصب الرایۃ: ج1 ص393 باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلاۃ)

ترجمہ: علامہ جمال الدین زیلعی فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک "سنت" کا لفظ حدیث مرفوع میں داخل ہے۔

5: مبشر احمد ربانی غیر مقلد لکھتے ہیں: یہ بات اصول حدیث میں واضح ہے کہ جب صحابی کسی امر کے بارے میں کہے کہ یہ سنت ہے تو اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی ہوتی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج2 ص142)

## شبہ:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راوی عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

## جواب نمبر 1:

اصول ہے کہ حدیث سے استدلال اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔

1: علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

المجتهد اذا استدل بحدیث کان تصحیحاً له. (التحریر لابن الہمام بحوالہ رد المحتار: ج7 ص83)

ترجمہ: مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ اس کی طرف سے حدیث کی تصحیح شمار ہوتی ہے۔

2: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد احتج بهذا الحدیث احمد وابن المنذر وفی جزمهما بذالك دلیل علی صحته عندهما.

(التلخیص الحبیر لابن حجر، ج2، ص143 تحت رقم الحدیث 807)

ترجمہ: اس حدیث کو امام احمد اور امام ابن المنذر نے دلیل بنایا ہے اور ان دونوں کا اس حدیث کو پختگی کے ساتھ دلیل بنانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

امام احمد اور امام ابن المنذر نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے اور اس حدیث پر ان دونوں کا اعتماد اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے۔

3: محدث وفقیہ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فی جزم کل مجتهد بحدیث دلیل علی صحته عندهٗ. (قواعد فی علوم الحدیث، ص58)

ترجمہ: کسی مجتہد کا کسی حدیث پر اعتماد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث اس مجتہد کے نزدیک صحیح ہے۔

اس اصول کے تحت درج ذیل ائمہ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

1: امام اسحاق بن راہویہ م238ھ (الاوسط لابن المنذر ج3 ص94)

2: امام احمد بن حنبل م241ھ (مسائل احمد بروایۃ ابی داود ص31)

3: امام ابو جعفر الطحاوی م321ھ (احکام القرآن للطحاوی ج1 ص187)

4:امام ابو بکر الجصاص الرازی م370ھ (احکام القرآن ج3 ص476)

5:امام ابو الحسین القدوری م428ھ (التجرید للقدوری ج1 ص479 باب وضع الیدین فی الصلاۃ)

6:امام ابو بکر السرخسی م490ھ (المبسوط للسرخسی ج1 ص24)

7:امام ابو بکر الکاسانی م578ھ (بدائع الصنائع ج1 ص469)

8:امام المرغینانی م593ھ (الھدایہ ج1 ص86)

9:علامہ ضیاء الدین المقدسی م643ھ (الاحادیث المختارہ ج3 ص387،386)

10:امام ابو محمد المنبجی م686ھ (اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب: ج1 ص247)

11:علامہ ابن القیم م751ھ (بدائع الفوائد: ج3 ص73)

## جواب نمبر2:

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں: روایت کی تصحیح و تحسین اس کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔ (مقدمہ جزء رفع یدین: ص14 مترجم)

ہم ان محدثین وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے ان احادیث کو "صحیح" یا "حسن" کہا ہے جن میں راوی مذکور عبدالرحمٰن بن اسحاق ہے، تو مذکورہ قاعدہ کی رو سے یہ اس راوی کی توثیق ہو گی۔

1: امام ترمذی: حسن (جامع الترمذی رقم 3563)

2: امام حاکم: صحیح الاسناد (مستدرک حاکم رقم 1973 کتاب الدعاء والتکبیر)

3: امام ذہبی: صحیح الاسناد (مستدرک حاکم رقم 1973 کتاب الدعاء والتکبیر)

4: امام ضیاء الدین مقدسی: عبدالرحمٰن بن اسحاق سے روایت لی ہے۔ (دیکھیے: الاحادیث المختارۃ: ج3 ص387،386)

تنبیہ: علی زئی صاحب کے نزدیک ضیاء مقدسی کا کسی حدیث کی تخریج کرنا اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔ (تعداد رکعت قیام رمضان ص23)

5:ناصر الدین البانی غیر مقلد: حسن (جامع الترمذی: رقم 3563، باحکام الالبانی)

6:خود زبیر علی زئی نے عبدالرحمٰن بن اسحاق کی ایک روایت کو "حسن" کہا ہے۔ (جامع الترمذی: تحت رقم 3563، باحکام علی زئی)

## جواب نمبر3:

غیر مقلدین حضرات امام عبدالرحمٰن بن اسحاق پر جرح تو نقل کرتے ہیں لیکن جن محدثین نے ان کی تعدیل و توثیق کی ہے ان کا ذکر نہیں کرتے، لیجیے ان کی تعدیل و توثیق پیش خدمت ہے:

1:امام احمد بن حنبل: صالح الحدیث. کہ روایت میں اچھا ہے۔ (مسائل احمد بروایۃ ابی داؤد ص31)

یاد رہے کہ "صالح الحدیث" الفاظِ تعدیل میں شمار کیا گیا ہے (قواعد فی علوم الحدیث ص249)

2:امام عجلی: آپ نے اس راوی کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ (معرفۃ الثقات ج2 ص72)

3:امام ترمذی: اس کی حدیث کو "حسن" کہا۔ (سنن الترمذی رقم 3563)

4:امام مقدسی: اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (الاحادیث المختارۃ: ج3 ص387،386)

5:امام بزار: صالح الحدیث. کہ روایت میں اچھا ہے۔ (مسند بزار تحت حدیث رقم 696)

6:محدث عثمانی: اس کی حدیث "حسن" درجہ کی ہے۔ (اعلاء السنن ج2 ص193)

یاد رہے کہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس راوی پر جرح بھی ہو اور محدثین نے اس کی تعدیل وتوثیق بھی کی ہو تو اس کی حدیث "حسن" درجہ کی ہوتی ہے۔(قواعد فی علوم الحدیث: ص75)

تو اصولی طور پر یہ راوی حسن الحدیث درجے کا ہے، ضعیف نہیں۔لہذا یہ روایت صحیح وحجت ہے اور اعتراض باطل ہے۔

## حدیث نمبر4:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مِنْ أَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْإِفْطَارِ وَتَأْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُكَ يَمِيْنَكَ عَلٰى شِمَالِكَ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. (مختصر خلافیات البیہقی لاحمد بن الفرح: ج2 ص34، الجوہر النقی علی البیہقی: ج2 ص32)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انبیاءِ کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے یہ چیزیں ہیں؛ روزہ جلدی افطار کرنا، سحری دیر سے کرنا اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

## شبہ:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس روایت کا ایک راوی سعید بن زَرْبی مجروح ہے۔لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

## جواب:

اولاً....... سعید بن زَرْبی پر اگرچہ کلام کیا گیا ہے لیکن شاہد اور مؤیدات کی بناء پر یہ روایت صحیح شمار ہوگی۔

شاہد: عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ ثَلَاثٌ مِّنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ- صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ- تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَ تَاخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ. (مسند زید بن علی ص: ص219 باب الافطار. رقم الحدیث300)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں انبیاء علیہ السلام کے اخلاق میں سے ہیں: (۱) روزہ جلدی افطار کرنا، (۲) سحری دیر سے کرنا اور (۳) نماز میں (دائیں) ہتھیلی کو (بائیں) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا۔

ثانیاً....... اس روایت کی معنوی تائید حدیثِ علی رضی اللہ عنہ اور حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بھی ہوتی ہے۔

(دیکھیے: مصنف ابن ابی شیبۃ، باب وضع الیمین علی الشمال، رقم الحدیث 3966، رقم الحدیث 3959)

ثالثاً....... جامع الترمذی کی ایک روایت کو ناصر الدین البانی صاحب غیر مقلد نے "صحیح" قرار دیا ہے اور اس میں یہی سعید بن زربی موجود ہے۔

(دیکھیے جامع الترمذی باحکام الالبانی: رقم 3544، باب خلق اللہ مائۃ رحمۃ، مکتبہ شاملہ)

خلاصہ یہ کہ یہ روایت مؤیدات اور شاہد کی بناء پر صحیح ہے۔ وللہ الحمد

## احادیث موقوفہ:

1: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ قَالَ السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص117 باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ نماز میں (دائیں) ہتھیلی کو (بائیں) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

2: عن ابی جحیفۃ عن علی قال ان من السنۃ فی الصلوۃ المکتوبۃ وضع الایدی علی الایدی تحت السرۃ.

(الاحادیث المختارہ ج2 ص387 رقم الحدیث 772)

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرض نماز میں ہاتھوں کو ہاتھوں پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

3: عن ابی جحیفة عن علی قال ان من السنة فی الصلوٰة وضع الاکف علی الاکف تحت السرة۔

(الاحادیث المختارہ ج2 ص386،387رقم الحدیث 771)

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

4: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَخْذُ الأَكُفِّ عَلَى الأَكُفِّ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(سنن ابی داود ج1 ص117، التمہید لابن عبد البر: ج8ص164)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں (دائیں) ہتھیلیوں سے (بائیں) ہتھیلیوں کو پکڑ کر ناف کے نیچے رکھنا چاہیے۔

## احادیث مقطوعہ:

1: جلیل القدر تابعی امام ابرہیم نخعی رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے:

انہ کان یضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری تحت السرة.

(کتاب الآثار بروایة الامام محمد: جزء1 ص323 رقم الحدیث 121، مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص322 رقم 3960)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

2: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ، أَوْ سَأَلْتُهُ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ، وَيَجْعَلُهَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص323 رقم الحدیث 3963)

ترجمہ: حجاج بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے سنا- یا- ان سے سوال کیا کہ میں اپنے ہاتھوں کو نماز میں کیسے باندھوں؟ تو انہوں نے فرمایا: نمازی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے۔

## ائمہ مجتہدین:

1: امام اعظم فی الفقہاء امام ابوحنیفہ تابعی رحمہ اللہ (کتاب الآثار بروایت امام محمد ص24)

2: امام سفیان ثوری (فقہ سفیان ثوری ص561)

3: امام ابویوسف القاضی (احکام القرآن للطحاوی ج1 ص185)

4: امام محمد بن حسن الشیبانی (موطا امام محمد ص160)

5: امام اسحاق بن راہویہ (شرح مسلم للامام النووی ج1 ص173)

6: امام احمد بن حنبل (التمہید ج8 ص162 تحت العنوان: عبد الکریم بن ابی المخارق)

## غیر مقلدین کا ایک عمومی شبہ:

احناف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو سنت کہتے ہیں لیکن ان کی عورتیں خلاف سنت نماز پڑھتی ہیں کیونکہ وہ سینہ پر ہاتھ باندھتی ہیں۔

## جواب:

عورت کے بارے میں فقہاء کا اجماع ہے کہ وہ قیام کے وقت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی اور اجماع مستقل دلیل شرعی ہے۔

1: امام ابوالقاسم ابراہیم بن محمد القاری الحنفی السمرقندی (م بعد 907ھ) لکھتے ہیں:

وَالْمَرْأَةُ تَضَعُ [يَدَيْهَا] عَلٰى صَدْرِهَا بِالْاِتِّفَاقِ. (مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق: ص153)

ترجمہ: عورت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی، اس پر سب فقہاء کا اتفاق ہے۔

2: سلطان المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ (م1014ھ) فرماتے ہیں:

وَ الْمَرْاَۃُ تَضَعُ [یَدَیْھَا] عَلٰی صَدْرِھَا اِتِّفَاقًا لِاَنَّ مَبْنٰی حَالِھَا عَلَی السَّتْرِ. (فتح باب العنایۃ: ج1ص243 سنن الصلوۃ)

ترجمہ: عورت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی، اس پر سب فقہاء کا اتفاق ہے، کیونکہ عورت کی حالت کا دارومدار پردے پر ہے۔

3: علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ (م1304ھ) لکھتے ہیں:

وَاَمَّا فِیْ حَقِّ النِّسَاءِ فَاتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّ السُّنَّۃَ لَھُنَّ وَضْعُ الْیَدَیْنِ عَلَی الصَّدْرِ لِاَنَّھَا مَا اَسْتَرُ لَھَا. (السعایۃ ج2ص156)

ترجمہ: رہا عورتوں کے حق میں [ہاتھ باندھنے کا معاملہ] تو تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کے لیے سنت سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔

# غیر مقلدین کے دلائل کا علمی جائزہ

[۱]: عن ابی الْحَرِیْشِ الْکِلَابِیُّ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْجَحْدَرِیُّ عَنْ أَبِیهِ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ صُھْبَانَ کَذَا قَالَ إِنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فِیْ ھٰذِہِ الآیَۃِ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) قَالَ: وَضْعُ یَدِہِ الْیُمْنٰی عَلٰی وَسْطِ یَدِہِ الْیُسْرٰی، ثُمَّ وَضْعُھُمَا عَلٰی صَدْرِہِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج2ص30)

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" کی تفسیر میں فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے درمیان میں رکھنا ہے، پھر ان دونوں کو اپنے سینہ پر رکھنا ہے۔

**جواب:**

اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو الحریش الکلابی ہے جو کہ مجہول ہے اسی وجہ سے زبیر علی زئی نے لکھا ہے:

"ابو الحریش کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت نہیں ہماری تحقیق میں یہ روایت بلحاظ سند ضعیف ہے۔" (الحدیث شمارہ نمبر7ص33)

[۲]: أَخْبَرَنَا أَبُو زَکَرِیَّا بْنُ أَبِی إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ یَعْقُوبَ بْنِ الْبُخَارِیِّ أَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ أَبِی طَالِبٍ أَخْبَرَنَا زَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْمُسَیَّبِ قَالَ حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ النُّکْرِیُّ عَنْ أَبِی الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) قَالَ: وَضْعُ الْیَمِینِ عَلَی الشِّمَالِ فِی الصَّلَاۃِ عِنْدَ النَّحْرِ. (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص31)

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" کے بارے میں فرمایا: نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینہ کے بالائی حصہ پر (گردن سے متصل نیچے) رکھا جائے۔

**جواب:**

اس روایت کی سند میں کئی راوی ایسے ہیں جو سخت ضعیف و مجروح ہیں:

1: یحیی بن ابی طالب

ان کے متعلق ائمہ کے اقوال درج ذیل ہیں:

1: موسیٰ بن ہارون کہتے ہیں: اشھد انہ یکذب. کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یحییٰ بن ابی طالب سخت جھوٹا تھا۔

(تاریخ بغداد ج12 ص203 رقم الترجمہ 7513)

2: علامہ آجری کہتے ہیں: خَطَّ ابو داودُ سلیمانُ بنُ الاشعثِ علیٰ حدیثِ یحییٰ بنِ ابی طالبٍ. کہ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے یحییٰ بن ابی طالب کی حدیث پر قلم پھیر دیا تھا۔ (تاریخ بغداد ج12ص203، لسان المیزان ج6ص263)

2: روح بن المسیب

ان کے متعلق ائمہ کی آراء یہ ہیں:

1: امام ابن حبان فرماتے ہیں: یروی عن الثقات الموضوعات ویقلب الاسانید ویرفع الموضوعات لاتحل الروایة عنه.

(کتاب الضعفاء والمتروکین ابن جوزی ج1ص289رقم الترجمہ 1251)

ترجمہ: روح بن المسیب ثقہ لوگوں کی طرف منسوب کر کے من گھڑت روایات بیان کرتا تھا، سندوں کو الٹ پلٹ کرتا تھا اور من گھڑت روایات کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر بیان کرتا تھا، اس سے روایت لینا حلال نہیں ہے۔

2: علامہ ابن عدی فرماتے ہیں: احادیث غیر محفوظ. کہ اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں۔ (الکامل فی الضعفاء ج3ص58رقم الحدیث 664)

3: عمرو بن مالک النکری

اس کے متعلق ائمہ کی یہ آراء ہیں:

1،2: علامہ ابن عدی فرماتے ہیں: منکر الحدیث عن الثقات ویسرق الحدیث ضعفه ابو یعلی الموصلی.

(کتاب الضعفاء والمتروکین ابن جوزی ج2ص231رقم الترجمہ 2575)

ترجمہ: ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر کے منکر احادیث بیان کرتا تھا اور احادیث کو چوری کرتا تھا۔ ابویعلیٰ الموصلی نے اس کو ضعیف قرار دیا۔

3: حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: عمرو بن مالك يخطي ويغرب. (تہذیب التہذیب ج5ص86، رقم الترجمہ 6014)

کہ عمرو بن مالک خطاکار تھا اور غریب احادیث بیان کرتا تھا۔

4: علامہ ذہبی نے اس کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ (المغنی فی الضعفاء ج2ص151)

5: علامہ ابن عدی فرماتے ہیں: وَلِعَمْرٍو غَيْرُ مَا ذَكَرْتُ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرٌ بَعْضُهَا سَرَقَهَا مِنْ قَوْمٍ ثقات.

(الکامل لابن عدی ج6ص258-259)

کہ عمرو کی جو روایات میں نے ذکر کی ہیں ان کے علاوہ بھی اس کی کئی منکر روایات ہیں جو اس نے ثقہ راویوں سے چوری کی ہیں۔

لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہے جو کہ صحیح روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

[۳]: أخبرنا أبو طاهر نا أبو بكر نا أبو موسى نا مؤمل نا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره.

(صحیح ابن خزیمۃ: ج1ص272، رقم الحدیث 479 باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ علیہ السلام نے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ پر رکھا۔

## جواب نمبر 1:

اس کی سند میں ایک راوی "مؤمل بن اسماعیل" ہے جن پر بہت سارے ائمہ جرح وتعدیل نے کلام کیا ہے۔ ائمہ کی آراء ملاحظہ ہوں:

1: امام بخاری: منکر الحدیث.

(المغنی فی الضعفاء للذہبی: ج2ص446، میزان الاعتدال للذہبی: ج4ص417، تہذیب التہذیب لابن حجر: ج6ص489)

2: امام ابوزرعہ الرازی: فی حدیثه خطاء کثیر. کہ اس کی حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں تھیں۔ (میزان الاعتدال: ج4ص417رقم 8445)

3: امام ابن حبان: ربما اخطأ. کہ یہ کبھی خطا کر جاتا تھا۔ (تہذیب التہذیب: ج6ص489رقم 2877)

4: امام ابن سعد: كثير الغلط. کثرت سے غلطیاں کرتا تھا۔(الطبقات الکبریٰ:ج5ص501)

5: امام عبد الباقی بن قانع بغدادی: یخطی. یہ خطاکار تھا۔(تہذیب التہذیب:ج6 ص490رقم8277)

6: امام ذھبی: اس کو ضعفاء میں شمار کرتے ہیں۔(المغنی فی الضعفاء ج2ص446)

7: امام ابو حاتم الرازی:صدوق كثير الخطاء. سچا ہے لیکن غلطیاں بہت کرتا تھا۔(الجرح والتعدیل:ج8ص427رقم15016)

8: امام زکریا بن یحییٰ الساجی: كثير الخطاء له اوهام يطول ذكرها. غلطیاں بہت کرتا تھا، اس کے اوہام کا ذکر کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی۔(تہذیب التہذیب:ج6 ص490رقم8277)

9: امام محمد بن نصر المروزی: ایک حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس میں مؤمل بن اسماعیل ہے، فرماتے ہیں: فإن هذا حديث لم يروه عن حماد بن زيد غير المؤمل وإذا انفرد بحديث وجب أن توقف ويتثبت فيه لأنه كان سيئ الحفظ كثير الغلط. کہ اس حدیث کو حماد بن زید سے مؤمل بن اسماعیل کے علاوہ کوئی نقل روایت نہیں کرتا او مؤمل جب کسی روایت میں منفرد ہو تو اس روایت میں توقف اور غور و فکر کرنا ضروری ہے کیونکہ مؤمل کا حافظہ خراب تھا اور یہ غلطیاں بہت کرتا تھا۔(تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی: ص574)

10: یعقوب بن سفیان الفارسی:أن حديثه لا يشبه حديث أصحابه، حتى ربما قال: كان لا يسعه أن يحدث وقد يجب على أهل العلم أن يقفوا عن حديثه، ويتخففوا من الرواية عنه؛ فإنه منكر يروي المناكير عن ثقات شيوخنا، وهذا أشد.

(کتاب المعرفۃ والتاریخ:ج3ص492)

کہ اس کی حدیث اس کے ہم جماعت محدثین سے نہیں ملتی (یعنی ان کی روایات سے مختلف ہوتی ہے حالانکہ یہ ایک ہی استاذ کے شاگرد ہوتے ہیں)یعقوب کبھی کبھی یوں بھی فرماتے تھے: مؤمل کو حق نہیں پہنچتا کہ حدیث بیان کرے۔ اہلِ علم پر لازم ہے کہ اس سے حدیث لینے سے محتاط ہو جائیں اور (اگر لیں تو) کم سے کم روایات لیں کیونکہ یہ منکر روایات بیان کرتا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ یہ ہمارے ثقہ اساتذہ کی طرف منسوب کر کے منکر روایات بیان کرتا ہے اور یہ اس سے بھی زیادہ غضب کی بات ہے۔

11: امام دارقطنی: كثير الخطاء. غلطیاں بہت کرتا تھا۔(سوالات الحاکم للدارقطنی:492)

12: امام احمد بن حنبل: مؤمل كان يخطئ. مؤمل خطاکار تھا۔(سوالات المروزی:53)

13: حافظ ابن حجر العسقلانی:صدوق سيئ الحفظ. سچا تو ہے لیکن خراب حافظہ کا مالک تھا۔(تقریب التہذیب:7029رقم584)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: مؤمل بن إسماعيل في حديثه عن الثوري ضعف. مؤمل بن اسماعیل کی جو روایت سفیان ثوری سے ہو وہ ضعیف ہوتی ہے۔(فتح الباری:ج9ص297) كثير الخطأ. یہ کثرت سے غلطیاں کرتا تھا۔(ج13ص42)

اور یہ روایت بھی مؤمل عن الثوری کے طریق سے مروی ہے۔

14: علامہ ابن الترکمانی: دفن كتبه فكان يحدث من حفظه فكثر خطاءه. کہ اس کی کتب دفن ہو گئیں تھیں یعنی گم ہو گئیں تھیں اور یہ اپنے حافظے سے احادیث بیان کرتا تھا اس لیے اس کی اغلاط زیادہ ہو گئیں۔(الجوہر النقی:ج2ص30)

15: علامہ نور الدین الہیثمی: آپ نے مجمع الزوائد میں مختلف مقام پر مؤمل پر کلام کیا ہے، چند یہ ہیں:

ضعفه البخاري. امام بخاری نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تحت ح6532 باب کراہیۃ شراء الصدقۃ لمن تصدق بہا)

ضعفه البخاري وغيره. امام بخاری اور دیگر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تحت ح7385 باب نکاح المتعۃ)

ضعفه الجمهور. جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تحت ح8068 باب فی حمر الاھلیۃ)

ضعفه جماعة. محدثین کی ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تحت ح8563 باب ماجاء فی الصباغ)

ضعفه البخاری وغیرہ• امام بخاری اور دیگر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تحت ح 8917 باب الخلفاء الاربعۃ)

علامہ الہیثمی کے اس مجموعی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مؤمل بن اسماعیل "ضعیف عند الجمہور" ہے۔

حتیٰ کہ خود غیر مقلدین نے بھی اس پر کلام کیا یا دیگر حضرات کا کلام نقل کیا۔

♣ ناصر الدین البانی صاحب نے اس پر جرح کی اور کہا:

ضعیف لسوء حفظہ و کثرۃ خطإہ• (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ج2 ص293)

کہ مؤمل اپنے خراب حافظے اور کثرت سے غلطیاں کرنے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اور ابنِ خزیمہ کی اس سند کے بارے میں کہا: اسنادہ ضعیف لان مؤملا وھو ابن اسماعیل سیئی الحفظ.

(حاشیہ ابن خزیمہ ج1 ص272 باب فی الخشوع فی الصلاۃ)

کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کے راوی مؤمل بن اسماعیل کا حافظہ خراب تھا۔

♣ محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد نے امام بخاری اور حافظ ابن حجر کا کلام نقل کرکے اس کا مؤمل کا ضعیف ہونا ثابت کیا۔

(دیکھیے تحفۃ الاحوذی: ج6 ص67)

♣ عبد الرؤف بن عبد الحنان سندھو غیر مقلد نے لکھا:

"یہ سند ضعیف ہے کیونکہ مؤمل بن اسماعیل سئی الحفظ ہے جیسا کہ ابن حجر نے تقریب (۲/ ۹۰) میں کہا ہے۔ ابو زرعہ نے کہا ہے کہ یہ بہت غلطیاں کرتا ہے۔ امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حافظ عالم ہے مگر غلطیاں کرتا ہے۔ میزان (۴/ ۲۲۸)"

(القول المقبول فی شرح وتعلیق صلاۃ الرسول از عبد الرؤف بن عبد الحنان غیر مقلد: ص340)

♣ عمرو بن عبد المنعم بن سلیم نے لکھا:

"اس روایت میں "علی صدرہ" سینہ پر، کے الفاظ منکر (یعنی ضعیف) ہیں۔ سفیان (الثوری) سے یہ الفاظ صرف مؤمل بن اسماعیل نے روایت کیے ہیں۔ اس کے علاوہ، سفیان (ثوری) کے شاگردوں میں سے کسی ثقہ (قابل اعتماد) یا ضعیف (شاگرد) نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے۔ اور مؤمل (مذکور) خراب حافظے والا شخص تھا۔ روایت میں زیادہ الفاظ صرف اسی راوی کے مقبول ہوتے ہیں جو ثقہ، حافظ اور اپنی روایات کو یاد رکھنے والا ہو"

(عبادات میں بدعات از عمرو بن عبد المنعم بن سلیم: ص128. ترجمہ از زبیر علی زئی)

## جواب نمبر2:

اس روایت کے راوی امام سفیان ثوری ہیں جو خود ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ (فقہ سفیان الثوری ص 561)

اور جب راوی کا اپنا عمل اپنی روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت قابل عمل نہیں ہوتی کیونکہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عمل الراوی بخلاف روایتہ بعد الروایۃ مما ھو خلاف بیقین یسقط العمل بہ عندنا• (المنار مع شرحہ ص190)

کہ راوی کا عمل روایت کو بیان کرنے کے بعد اس کے خلاف ہو تو ہمارے ہاں اس روایت پر عمل نہیں کیا جاتا۔

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

[۴]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ قَالَ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ• (مسند احمد ج16 ص152 رقم 21864)

ترجمہ: حضرت قبیصہ بن ھلب کے والد حضرت ھلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ اپنے دائیں اور

بائیں طرف سلام پھیرتے تھے، میں نے آپ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنے اس ہاتھ کو اپنے سینہ پر رکھتے تھے۔

## جواب نمبر 1:

اولا......... اس میں ایک راوی سماك بن حرب ہے جس پر بہت سارے ائمہ نے کلام کیا ہے۔

1: امام شعبہ بن الحجاج: یضعفه. اسے ضعیف قرار دیتے تھے۔ (تاریخ بغداد: ج7ص272رقم الترجمۃ 4791)

2: امام احمد بن حنبل: سماك مضطرب الحدیث. سماک کی حدیث میں اضطراب ہے۔ (الجرح والتعدیل: ج4ص279)

3: امام صالح جزرہ: یضعف. اسے ضعیف قرار دیتے تھے۔ (میزان الاعتدال ج2ص216)

4: محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی: یقولون انه کان یغلط ویختلفون فی حدیثه. (تاریخ بغداد: ج7ص272رقم 4791)

محدثین کا فیصلہ ہے کہ یہ غلطیاں کرتا تھا، اس لیے یہ اس کی حدیث میں اختلاف کرتے ہیں۔

5: امام عبد اللہ بن المبارک: ضعیف فی الحدیث. حدیث میں ضعیف تھا۔ (تہذیب الکمال: ج8ص131، تہذیب ج3ص67)

6: امام عبد الرحمٰن بن یوسف بن خراش: فی حدیثه لین. اس کی حدیث میں ضعف ہے۔ (تاریخ بغداد: ج7ص272رقم 4791)

7: امام ابن حبان: یخطئ کثیراً. بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ (تہذیب ج3ص67-68، کتاب الثقات: ج4ص339)

8: امام سفیان الثوری: یضعفه بعض الضعف. اس کو کچھ ضعیف قرار دیتے تھے۔ (تاریخ الثقات: رقم 621، تاریخ بغداد: ج9ص216)

9: امام بزار: وکان قد تغیر قبل موته. وفات سے پہلے اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ (تہذیب ج3ص68)

10: امام عقیلی: اس کو ضعفاء میں شمار کرتے ہیں۔ (الضعفاء الکبیر للبیہقی ج2ص178)

11: امام ذہبی: اس کو ضعفاء میں شمار کرتے ہیں۔ (المغنی للذہبی ج1ص448)

12: امام ابن الجوزی: اس کو ضعفاء میں شمار کرتے ہیں۔ (الضعفاء والمتروکین لابن جوزی ج2ص26)

13: امام نسائی: وَسِمَاكٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَكَانَ يَقْبَلُ التَّلْقِينَ. (سنن النسائی: تحت ح5693 باب ذکر الأخبار التي اعتل بها من أباح شراب السكر)

کہ سماک قوی نہیں، یہ تلقین کو قبول کرتا تھا۔

ایک مقام پر فرمایا: اذا انفرد بأصل لم یکن بحجة لانه کان یلقن فیتلقن.

(میزان الاعتدال ج2ص216، تحفۃ الاشراف للمزی: ج5ص137،138)

کہ جب یہ کسی روایت میں منفرد ہو تو حجت نہیں کیونکہ اس کو تلقین کی جاتی تو یہ اسے قبول کرلیتا تھا۔

14: امام ابو القاسم الکعبی م319ھ نے سماک کو "باب فیه ذکر من رموه بانه من اهل البدع واصحاب الاهواء" [اس باب میں ان لوگوں کا ذکر ہو گا جن کو محدثین نے اہل بدعت اور خواہش پرست قرار دیا] کے تحت ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے قبول الاخبار ومعرفۃ الرجال ج2ص381-390)

ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ سماك بن حرب جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

ثانیاً......... علی زئی غیر مقلد نے ایک مقام پر لکھا:

"جو راوی کثیر الخطاء، کثیر الاوھام، کثیر الغلط اور سئ الحفظ ہو اس کی منفرد حدیث ضعیف ہوتی ہے۔" (نور العینین: ص63)

اور سماک بن حرب بھی ضعیف، مضطرب الحدیث، خطاکار، لیس بالقوی (کما تقدم) ہونے کے ساتھ ساتھ بقول امام نسائی جب کسی روایت میں منفرد ہو تو حجت نہیں۔ (میزان الاعتدال ج2ص216، تحفۃ الاشراف للمزی: ج5ص137،138)

اور اس روایت میں یہ منفرد ہے۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے اور تحت السرہ والی صحیح روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

## جواب نمبر2:

حدیث ھلب طائی درج ذیل کتب میں کئی طرق سے موجود ہے:

1: مصنف ابن ابی شیبہ (ج3ص317 باب وضع الیمین علی الشمال. رقم الحدیث 3955)

2: مسند احمد بن حنبل (ج16رقم الحدیث 21865،21866،21868،21871،21872،21873)

3: مسند احمد بن منیع (بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ج2ص402رقم الحدیث 1803)

4: سنن الترمذی (ج1ص59 باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

5: مختصر الاحکام للطوسی (ص107 باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

6: سنن ابن ماجہ (ج1ص58 باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

7: سنن الدار قطنی (ج1ص288 باب فی اخذ الشمال بالیمین فی الصلاۃ)

8: السنن الکبریٰ للبیہقی (ج2ص29 باب وضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ)

9: التمہید لابن عبد البر (ج8ص160 تحت العنوان: عبد الکریم بن ابی المخارق)

10: الاستذکار لابن عبد البر (ج2ص290)

11: شرح السنۃ للبغوی (ج2ص193رقم الحدیث 571)

12: التحقیق لابن الجوزی (ج1ص338رقم الحدیث 435)

لیکن ان میں کسی بھی طریق میں "علی صدرہ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ ثابت ہوا کہ مسند احمد کی مذکورہ روایت میں یہ الفاظ سماک بن حرب (ضعیف) کی وجہ سے زائد ہوئے ہیں جو کہ صحیح روایات کے مقابلے میں حجت نہیں۔

**[۵]**: عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ.

(صلاۃ الرسول از صادق سیالکوٹی: ص188، رسول اکرم کی نماز از اسماعیل سلفی: ص67 بحوالہ مراسیل ابی داؤد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے، پھر ان کو اپنے سینہ پر باندھ دیتے تھے۔

## جواب نمبر1:

اس کی سند میں ایک راوی "سلیمان بن موسیٰ" ہے۔ اس پر بہت سے ائمہ نے زبردست جرح کی ہے۔

1: امام بخاری: عندہ مناکیر۔ اس کی روایات منکر ہوتی ہیں۔ (الضعفاء الصغیر للبخاری ص55،56)

2: امام نسائی: لیس بالقوی فی الحدیث. حدیث میں قوی نہیں تھا۔ (الضعفاء والمتروکین للنسائی ص186)

3: امام عقیلی: اس کو ضعفاء میں شمار کرتے ہیں۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی ج2ص140)

4: امام ابو حاتم الرازی: فی حدیثہ بعض الاضطراب۔ اس کی حدیث میں کچھ اضطراب ہے۔ (الجرح والتعدیل: ج4ص135رقم 5734)

5: امام ذہبی: اس کو ضعفاء میں شمار کرتے ہیں۔ (المغنی فی الضعفاء ج1ص445)

6: حافظ ابن حجر: فی حدیثہ بعض لین وخولط قبل موتہ بقلیل. اس کی حدیث میں کچھ ضعف ہے اور وفات سے پہلے کچھ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ (تقریب: ص289رقم 2616)

7: امام علی بن المدینی: سلیمان بن موسی مطعون علیہ. سلیمان بن موسیٰ پر طعن یعنی جرح کی گئی ہے۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی ج2ص140)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

**جواب نمبر2:** (الزامی) یہ روایت مرسل ہے اور مرسل غیر مقلدین کے ہاں ضعیف ہوتی ہے۔ لہذا اس کو پیش کرنا خود غیر مقلدین کے اصول پر بھی درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زبیر علی زئی غیر مقلد نے اس روایت کے متعلق لکھا ہے: "ہمارے نزدیک یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔" (نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام: ص24 از علی زئی)